ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

اُردو میں اصطلاحات سازی: عمومی جائزہ

AN OVERVIEW OF TERMINOLOGY IN URDU

* محفوظ احمد

پی ایچ۔ڈی سکالر ,لاہور گیریژن یونیورسٹی،لاہور

**ڈاکٹر محمد ارشد اویسی

پروفیسر و صدر شعبہءاُردو ,لاہور گیریژن یونیورسٹی،لاہور

ABSTRACT:

The istilaah is an Arabic word. According to well-known dictionaries, when a word is used in a specific meaning or concept instead of its literal meaning, it is called a term. This term-making process is performed by people of a particular art or class, and later it begins to gain accreditation status in the public. The unit of concept is of fundamental importance in terminology. The terms are divided into singular, compound, syntactic and derivative types. Terms promote brevity rather than long expression in literature, which saves paper, ink, author's time and even the reader's time. Terminology promotes language. New words and techniques are added to the language. This whole process of terminology is carried out according to the principles laid down by the scholars of art and rhetoric. Terminology arises from the womb of translation. History has shown that Muslim scholars have translated the terms of various sciences into Urdu through translation. However, this process of terminology in Urdu language got better with the arrival of British in the subcontinent.

Key Words:

Special Meaning, Unit of Concept, Abbreviation and Comprehension, Mutual Interest in Meaning, Single Terms, Compound Terms, Conjunctive Terms, Derivative Terms, Principles of Terminology, Subjunctive Words, Translation, Fort St. George's College, Delhi College, Ottoman University Hyderabad Deccan , Rurki College-

اصطلاح کے لغوی مطالب و مفاہیم:

اِصطِلاح عرَبی زبان کا لفظ ہے۔ گرامر کی روسے یہ ثلاثی مزید فیہ کے بابِ افتعال سے مشتق اسمِ مجرد ہے۔ اردو زبان میں لفظ "اصطلاح" حاصلِ مصدر کے طور پر مستعمل ہے۔مادہءاصطلاح "صلح" ہے۔

اُردو لغت کے مطابق اردو زبان میں یہ لفظ پہلی بار 1832ء میں للولال کوی نے اپنی تصنیف کربل کتھا میں برتا۔ اِصطلاح کی جمع اصطلاحات، اصطلاحیں یا مصطلحات ہے۔

اُردو لغت (تاریخ اصول پر) کے مطابق اِصطلاح کے لغوی معانی" وہ لفظ جس کے کوئی خاص معنی کسی علم یا فن وغیرہ کے ماہرین نے یا کسی جماعت نے مقرر کر لیے ہوں، روزمرہ، بول چال، ایسا لفظ یا رمز کی بات جسے قائل اور مخاطب کے علاوہ دوسرے لوگ نہ سمجھ سکیں"وغیرہ کے ہیں۔

فرہنگِ تلفظ، ص:40 کے مطابق اس کے لغوی معانی"بامعنی لفظ، وہ لفظ جو اپنے اصل معنی میں برتا جائے نہ کہ استعارہ، کوئی لفظ جو کسی مخصوص مفہوم میں اختیار کر لیا جائے، آپس کی بول چال" کے ہیں۔

فرہنگِ عامرہ ص:40 کے مطابق اصطلاح کے لغوی معانی" دوسرے معنی مقرر کرنا" کے ہیں۔

ویکیپیڈیا میں اصطلاح کے معانی"جب کوئی قوم یا فرقہ کسی لفظ کے معنی موضوع کے علاوہ یا اس سے ملتے جلتے کوئی اور معنی ٹھہرا لیتا ہے تو اسے اصطلاح یا محاورہ کہتے ہیں کیوں کہ اصطلاح کے لغوی معنی باہم مصلحت کرکے کچھ معنی مقرر کر لینے کے ہیں اس طرح وہ الفاظ جن کے معنی بعض علوم کے واسطے مختص کر لیے ہیں اصطلاح علوم میں داخل ہیں۔ خیال رہے کہ اصطلاحی و لغوی معنوں میں کچھ نہ کچھ نسبت ضرور ہوتی ہے۔

اصطلاح کا مادہ "ص۔ل۔ح" ہے۔ انگریزی میں اس کے لیے (Term, Jestam, Jargon,Geotome,Syntagm) کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق (Term) کے لغوی معانی اس طرح دیے گئے ہیں:۔

1) A word or phrase used to describe a thing or to express a concept, especially in a particular kind of language or branch of study.

2) A fixed or limited period for which something, for example office, imprisonment, or investment, lasts or is intended to last.

3) Give a descriptive name to; call by a specified term (1) .

ریختہ ڈکشنری میں اصطلاح کے معانی یوں درج ہیں:۔

" عربی اسمِ مونث، وہ لفظ جس کے کوئی خاص معنی کسی علم یا فن وغیرہ کے ماہرین نے یا کسی جماعت نے مقرر کر لیے ہوں، ایسا لفظ یا رمز کی بات جسے قائل اور مخاطب کے علاوہ دوسرے لوگ نہ سمجھ سکیں، روزمرہ، بول چال" وغیرہ کے ہیں۔(2)

مختصر اردو لغت ص:34 میں لفظ اصطِلاح کے معانی "ایک گروہ کا کسی بات پر اتفاق کر لینا، کسی جماعت کا کسی لفظ کو اصلی معنی سے الگ کسی خاص معنی کا حامل قرار دینا، کسی علم فن یا حرفے کا خاص علم" کے ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

کریم اللغات ص:11 میں اصطلاح کے لغوی معانی "اتفاق ایک قوم کا کسی معنی پہ" کے ہیں۔

فرہنگِ آصفیہ حصہ اول، ص:177 میں اصطلاح کے لغوی معانی یوں درج ہیں:

"جب کوئی قوم یا فرقہ کسی لفظ معنی موضوع کے علاوہ یا اس سے ملتے جلتے کوئی اور معنی ٹھیر الیتا ہے تو اسے اصطلاح یا محاورہ کہتے ہیں۔ کیوں کہ اصطلاح کے لغوی معنی باہم مصلحت کر کے کچھ معنی مقرر کر لینے کے ہیں۔ اِسطرح وہ الفاظ جنکے معنی بعض علوم کے واسطے مختص کر لیتے ہیں اصطلاحِ علوم میں بھی داخل ہیں خیال رہے کہ اصطلاحی اور لغوی معنوں میں کچھ نہ کچھ نسبت بھی ضرور ہوتی ہے" کے ہیں۔ (3)

اصطلاحات سازی کے بارے میں ڈاکٹر جمیل جالبی رقم طراز ہیں کہ:

"ہر زندہ زبان میں علوم وفنون کی سطح پر اصطلاحات سازی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر مروج معانی کے علاوہ کسی لفظ کے کوئی اور معنی صلاح ومشورہ سے مقرر کر لیے جائیں تو معنی کی اس صورت کو اصطلاح کہتے ہیں۔ اس طرح کئی تصورات یا خیالات اس لفظ سے ادا ہو جاتے ہیں" (4)

اصطلاح ایک لفظ پر بھی مشتمل ہو سکتی ہے جسے ہم مفرد کہتے ہیں اور یہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ پر بھی مشتمل ہو سکتی ہے جسے ہم مرکب کہیں گے۔ اصطلاح لمبے جوڑے جملوں کی جگہ اختصار کے ساتھ مطلب کو واضح کرتی ہے۔ اصطلاح بیک وقت اختصاریت بھی رکھتی ہے تو ساتھ ہی ادائے مطلب کے لیے جامعیت بھی۔ اصطلاح کا تعلق علم معانی سے ہے۔

اصطلاح کے اصطلاحی مفاہیم:

اردو ادب میں اصطلاحات سازی اس فن یا عمل کا نام ہے جس کے تحت مختلف علوم وفنون سے تعلق رکھنے والے الفاظ وتراکیب کو ان کے لغوی معنوں کی بجائے خاص معنوں میں اس طرح برتا جاتا ہے کہ ان الفاظ وتراکیب کے لغوی اور اصطلاحی معنوں میں کوئی نہ کوئی نسبت یا تعلق بھی پایا جاتا ہے اور یہ الفاظ یا تراکیب جو ادب یا دیگر علوم وفنون میں برتے جاتے ہیں وہ ایک خاص مفہوم اور مطلب کے ساتھ اسی علم یا فن میں آہستہ آہستہ رواج پاتے جاتے ہیں۔ یہی الفاظ وتراکیب اصطلاحیں یا مصطلحات کہلاتی ہیں۔ اول اول یہ اصطلاحیں اسی مخصوص طبقے میں عام ہوتی ہے بعد ازاں عوام میں بھی مقبول ہوتی جاتی ہیں۔ اصطلاحات سازی کا یہ سارا عمل مخصوص فن یا طبقے کے افراد ہی سرانجام دیتے ہیں۔ اصطلاحات سازی کے ضمن میں اصطلاحیں ایک طرح کے اشارے ہیں جن کو پڑھ کر قاری ان کے لغوی معنوں کی بجائے خاص مفاہیم کی طرف اپنے ذہن کو منتقل کرتا ہے۔ پس ہر وہ لفظ اپنے لغوی معنوں کی بجائے ایک خاص مطلب یا خاص مفہوم کے لیے مستعمل ہو کر عام ہو جائے ادب ونقد یا دیگر علوم و فنون میں اصطلاح کہلاتی ہے۔ اصطلاح سازی میں مفہوم کی اکائی بنیادی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔

اصطلاحات سازی پر روشنی ڈالتے ہوئے معروف ماہر لسانیات ڈاکٹر شوکت سبزواری لکھتے ہیں کہ:

""اصطلاح کے لفظی معنی ہیں "اتفاق "لیکن عرفِ عام میں وہ مصطلح یعنی "متفق علیہ" کے معنوں میں مستعمل ہے۔ ہم اصطلاح اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے کسی خاص علم وفن میں لغوی سے الگ کوئی مناسب معنی یا عام اور متعدد معنی میں سے کوئی ایک معنی متعین کر لیے جائیں اور علم وفن کی متداول کتابوں میں وہ لفظ اپنے اس مخصوص معنی میں عام طور سے مستعمل ہو" (5)

اصطلاح چوں کہ لغوی معنوں کی جگہ کسی خاص مفہوم یا معنوں کے لیے استعمال ہوتی ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ عرفِ عام کی بجائے عرفِ خاص میں استعمال ہوتی ہے۔ جب لفظ اپنے لغوی معنوں میں استعمال ہوتا ہے تب یہ اپنے حقیقی اور اصل معنوں کے ساتھ ہی بلاغت رکھتا ہے مگر جب یہ اصطلاح میں استعمال ہو گا تب یہ اپنے حقیقی معنوں میں نہیں بلکہ مرادی معنوں میں ہی استعمال ہو گا۔ گویا اصطلاح میں لفظ اپنے معانی بدلتا رہتا ہے۔ الشیخ حسین مفتی اس بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"اگر لفظ کی حقیقت کا بااعتبارِ وضعِ لغت یا بااعتبارِ اصطلاح جائزہ لیا جائے تو اس کی چار قسمیں بنتی ہیں۔ اول حقیقتِ لغوی یعنی لفظ کے وہ معنی جو اس کے بااعتبارِ لغت ہیں۔ جیسے دابہ کا لفظ زمین پر چلنے والے ہر جانور کے لیے وضع ہوا ہے۔ دوم حقیقتِ شرطیہ یعنی ایسا لفظ جسے شریعت نے کسی خاص معنی کے لیے مقرر کر دیا ہو جیسے لفظ صلٰوۃ۔ سوم عرفیہ خاصہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اہلِ عرفِ خاص یعنی کوئی مخصوص طبقہ یا جماعت کسی لفظ کو کسی خاص مفہوم میں استعمال کرنے لگیں۔ اس میں علوم وفنون سے متعلق جملہ مصطلحات اور پیشوں اور حرفتوں سے متعلق عام مصطلحات آجاتی ہیں۔ چہارم عرفیہ عام جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک علاقے کے تمام لوگ کسی لفظ کو کسی خاص معنی میں استعمال کرنے لگیں مثلاً دابہ سے سواری کا جانور مراد لینا" (6)

مفہوم تصورات وخیال سے ملکر اپنی شناخت بناتا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ اصطلاح میں مفہوم اکائی رکھتا ہے تو درحقیقت ہم اس سے مراد تصور اور خیال کی بھی اکائی ہی مراد لے رہے ہوتے ہیں انگریز مفکر فیبلر نے اسی تصور کی اکائی کو "روایتی علامت" قرار دیا ہے۔

اصطلاح کی اقسام بہ لحاظِ نوعیت:

نوعیت کے اعتبار سے اصطلاحیں چار اقسام میں مروج ہیں۔

(1) **مفرد اصطلاحیں:** ایسی اصطلاحیں جو ایک ہی لفظ پر مشتمل ہوں مفرد اصطلاحیں کہلاتی ہیں۔

(2) **مرکب اصطلاحیں:** ایسی اصطلاحیں جو دو یا دو سے زائد اسماء یا صرفیوں کے مرکبات سے بنائی جائیں مرکب اصطلاحیں کہلاتی ہیں۔

(3) **اتصالی یا ترکیبی اصطلاحیں:** ایسی اصطلاحیں جو انسان کے سابقہ تجربہ، معلومات اور مماثلت یا وجہ مثالیت سے مل کر وقوع پذیر ہوں ان اصطلاحوں کو ترکیبی، اتصالی یا دوغلی اصطلاحیں بھی کہتے ہیں۔

(4) **مشتق اصطلاحیں:** پابند صرفیوں پر محیط خارجی اشتقاق (سابقے اور لاحقے) سے بننے والی اصطلاحیں مشتق اصطلاحیں کہلاتی ہیں

ذیل میں اصطلاحات سازی کی ضرورت واہمیت کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

اصطلاحات کی ضرورت اور اہمیت:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

خدائے لم یزل نے جب حضرتِ انساں (آدمؑ) کو تخلیق فرمایا تو اس کے سامنے کچھ اشیاء رکھیں۔ آدمؑ سے ان اشیاء کے بارے میں پوچھا گیا۔ چوں کہ خدائے بزرگ و برتر نے پہلے ہی ان اشیاء کے نام آدمؑ کو سکھا دیے تھے۔ آدمؑ نے ان اشیاء کے نام باری باری درست بتا دیے۔ یہاں سے زبان اور اس کے سیکھنے کا عمل شروع ہوتا ہے۔ گو ابلاغ کے لیے زبان ہی پہلا سہارا بنی مگر زبان کا دائرہ کار نہایت ہی مختصر اور محدود تھا۔ ابلاغ نے زبان کے ساتھ اشاراتی زبان کو بھی جنم دیا۔ یہاں سے حرکات و سکنات کے ساتھ اشاراتی نظام کی بنیاد پڑی۔ بدلتے وقت کے ساتھ ساتھ زبان کا دائرہ کار وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔
جب زبان اپنی اہمیت مسلمؑ کروا چکی تھی تب حضرتِ انساں نے محسوس کیا کہ ذہن و حافظہ پر ایک نیا بوجھ ڈالا جائے اور طویل جملوں، اظہاری بیانیوں، مفصلؑ الفاظ و تراکیب کی جگہ مختصر الفاظ اور تراکیب وضع کی جائیں تا کہ وقت کے ساتھ ساتھ کاغذ و روشنائی کی بھی بچت کی جائے۔ چناں چہ اسی ضرورت کے تحت علوم و فنون سے وابستہ فضلاء نے لمبے، چوڑے، طویل جملوں، بیانات، تخلیقی اظہار کی جگہ مخصوص الفاظ و تراکیب کو برتا یہی الفاظ و تراکیب جو اپنے لغوی معنوں، مطالب و مفاہیم کی جگہ مخصوص مطالب و مفاہیم کے ابلاغ میں جہاں تک ممکن ہو سکتا تھا پورا اترتے تھے اصطلاحیں کہلانے لگ پڑیں۔
جیسا کہ راقم پہلے عرض کر چکا ہے کہ زبان کے ساتھ ساتھ اشاراتی نظام سے بھی کام لیا جا رہا تھا۔ اس اشاراتی نظام کو سمجھنے میں جہاں دشواری کا سامنا تھا وہاں عضلاتی نظام میں بھی بات کو یا مافی الضمیر کو سمجھانے کے لیے لمبے چوڑے جملوں، بحث و تمحیض، طول و تکرار کا سہارا لینا پڑتا تھا اس عمل میں جہاں وقت کا ضیاع ہوتا تھا وہاں انسانی طاقت بھی ضائع ہوتی تھی۔ اصطلاحات سازی نے وقت کی بھی بچت کی اور انسانی انرجی کی بھی۔ گویا یہ کہا جا سکتا ہے اصطلاحات سازی کے ذریعے ہم طویل سے طویل تر بات بھی ایک آدھ لفظ میں با آسانی ادا کر سکتے ہیں۔ اس سے وقت کی بھی بچت ہو گی اور انسانی انرجی کی بھی۔
اصطلاحات سازی کے ضمن میں جب بہت سے الفاظ و تراکیب کو اصطلاح کے قالب میں منتقل کیا جائے گا تو جس زبان میں یہ عمل انعقاد پذیر ہو رہا ہوتا ہے اس زبان میں نئی نئی اصطلاحیں، الفاظ اور دیگر تراکیب کا بھی اضافہ ہو گا۔ نتیجہ کے طور پر زبان کے دامن میں نئی نئی اختراعیں پیدا ہوں گی پس زبان بھی فروغ پائے گی۔
اصطلاحات سازی کے ذریعے کاغذ، قلم اور روشنائی کی بھی بچت ہو گی۔ جو بات یا مطلب کئی سطریں لکھ کر بیان کیا جاتا ہے وہی مطلب اصطلاح کے ذریعے محض ایک آدھ لفظ میں بھی ادا کیا جا سکے گا۔
اشاراتی نظام میں جہاں مختلف حرکات و سکنات کے ذریعے اپنی بات کو سمجھانے کی کوشش کی جاتی تھی، ممکن ہے اگلا بندہ ان اشاروں سے واقف نہ ہو۔ سو اصطلاحات سازی کے ذریعے ان اعضائی اشاروں کی دقت سے بھی خلاصی نصیب ہوئی۔
اصطلاحات سازی میں چوں کہ دیگر زبانوں کے علوم و فنون کو ترجم کر کے اردو کے قالب میں منتقل کیا جاتا ہے۔ اس لیے دیگر زبانوں کے الفاظ و تراکیب، سائنسی علوم، ٹیکنالوجی کے علوم، تہذیب و تمدن، افکار و خیالات، رسوم و عقائد کو بھی اردو زبان میں منتقل کیا جاتا ہے۔ اس لیے بڑے وثوق سے کہا جا سکتا ہے اصطلاحات سازی کے ذریعے دیگر زبانوں کے علمی و ادبی ذخائر کو اردو زبان میں منتقل کیا جا سکتا ہے جس سے اردو زبان کی وسعت میں اضافہ ہو گا۔
تہذیب و تمدن دراصل براہِ راست ادب سے متصل ہے۔ جتنا ادب سے آشنائی ہو گی۔ تہذیب و تمدن پروان چڑھے گا۔ اسی طرح اصطلاحات سازی کے ذریعے تہذیب و تمدن کو بھی فروغ ملے گا۔
اصطلاحات سازی کے سبب جہاں زبان فروغ پائے گی وہاں انسانی حافظے کو بھی جلا ملے گی اور اس کی معلومات میں بھی بیش بہا اضافہ ہو گا۔
زبان و بیان کے اظہار میں اختصاریت اور جامعیت در آئے گی۔ بلاغت میں بھی آسانی آئے گی۔ اس مشینی دور میں جہاں انسان کے پاس پہلے ہی کتب بینی کے لیے وقت نکالنا مشکل ہے۔ اصطلاحات سازی کے ذریعے اس مشکل سے بھی چھٹکارا ملے گا۔
اصطلاحات سازی کی اہمیت و فضیلت سے کسی صورت بھی انکار ممکن نہیں۔ جس زبان میں اصطلاحات سازی کا عمل جس قدر تیز ہو گا وہ زبان نہ صرف ترقی پذیر ہو گی بلکہ اس زبان کے بولنے، سننے اور سمجھنے والوں کے ذہن و حافظہ، علوم و فنون، معلومات اور الفاظ کا بھی اتنا ہی اضافہ ہو گا۔
اصطلاحات سازی کی ضرورت و اہمیت پر مولوی وحید الدین سلیم لکھتے ہیں کہ:

> "اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم شایستہ اور مہذب قوموں کی صف میں داخل ہونا چاہتے ہیں اور اگر ہم علوم و فنون حاصل کرنا زندگی کا ایک اہم مقصد جانتے ہیں تو زبان میں جدید الفاظ اور اصطلاحات کے اضافے سے ہم کو ڈرنا نہیں چاہیے کیوں کہ ترقی کے لیے اس بوجھ کا برداشت کرنا ناگزیر ہے" (7)

اصطلاحات سازی کا یہ عمل کس طرح وقوع پذیر ہوتا ہے؟ کن اصولوں کے تحت کسی بھی زبان میں یہ اصطلاحیں وضع کی جاتی ہیں؟
یہ وہ سولات ہیں جن کے جوابات قدماء (علمائے بلاغت) نے دے دیے ہیں۔ اصطلاحات سازی کا عمل یوں تو سترھویں صدی میں شروع ہو چکا تھا۔ مگر منظم طور پر اصطلاحات سازی کو پروان جامعہ عثمانیہ کی جنرل کمیٹی سے ملا۔ گو دھلی کالج اور انجمن ترقیِ اردو کا قیام عمل میں لایا جا چکا تھا اور اصطلاحات وضع کرنے کے اصول بھی اپنے تئیں اپنائے جا چکے تھے مگر متفقہ طور پر اور مسلمہ طور جو اصول وضعِ اصطلاحات کی کمیٹی جامعہ عثمانیہ اور انجمن ترقیِ اردو نے طے کیے ہیں انھی اصولوں کو بعد میں انجمن ترقیِ اردو پاکستان، شعبہ تالیف و ترجمہ پنجاب یونیورسٹی، مرکزی اردو بورڈ لاہور، مجلسِ زبانِ دفتری پنجاب، انجمن ترقی، اردو ھند اور شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ نے بھی اپنایا۔ یہ اصول سب سے پہلے مولوی وحید الدین سلیم صاحب نے اپنی کتاب "وضعِ اصطلاحات" میں بیان کیے۔ راقم انھی اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر اپنا مطمع نظر بیان کر رہا ہے۔

اُصول وضعِ اصطلاحات:

اردو میں اصطلاحات سازی کا آغاز فورٹ جارج کالج مدراس سے شروع ہو چکا تھا، منظم انداز میں اس کو فورٹ ولیم کالج نے شروع کیا۔ مگر اصطلاحات سازی کے اصول وضع کرنے کی طرف کسی کا بھی دھیان نہیں گیا۔ 1840ء میں پہلی بار دھلی کالج کی ٹرانسلیشن سوسائٹی نے پرنسپل مسٹر پتروس کی نگرانی میں اصطلاحات سازی کے سادہ سے اصول وضع کیے۔ یہ اصول زیادہ تر انگریزی علوم کے تراجم کے لیے وضع کیے گئے۔ بعد ازاں ہندو ماسٹر رائے سوہن لال نے سائنسی اصطلاحات وضع کرنے کے اصول مرتب کیے۔ حکومتِ بنگال نے طبی اصطلاحات کو اردو میں منتقل کرنے کے لیے اصول وضع کیے۔
جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن کی مجلس وضعِ اصطلاحات اور انجمن ترقیِ اردو ھند نے مولوی عبد الحق صاحب کی نگرانی میں مولوی وحید الدین سلیم کی خدمات حاصل کرتے ہوئے پہلی بار اصطلاحات سازی کے رہنما اصول وضع کیے جن پر سالوں بحث و تکرار ہوئی۔ گو بعد میں سیھ حسن بلگرامی، سید سلیمان ندوی، مولانا ابو الکالم آزاد، چودھری برکت علی، موولی عزیز احمد، سید عبد اللہ، ڈاکٹر عبد الرحمان

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

بجنوری، مولوی عبدالحق اور میجر آفتاب حسن نے بھی اپنےئیں اصول مقرر کیے مگر بیشتر انھی اصولوں کے مقلد نظر آتے ہیں جو مولوی وحید الدین سلیم نے اپنی کتاب "وضعِ اصطلاحات" میں رقم کر دیے تھے۔ راقم نے انھی اصولوں کو ہی بیان کرنا زیادہ مناسب سمجھا ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ اصطلاحیں چار طرح کی ہیں (مفرد، مرکب، اشتقاقی اور اتصالی)۔ مولوی وحید الدین سلیم نے ان کو وضع کرنے کے الگ الگ اصول بیان کیے ہیں۔

مفرد اصطلاحیں وضع کرنے کے درج ذیل اصول ہیں:۔

1) : مفرد اصطلاحیں وضع کرنے کے لیے ان زبانوں کے الفاظ لیے جاسکتے ہیں جو اردو زبان میں قدرتی عنصر کے طور پر شامل ہو چکے ہیں ان زبانوں (ہندی، فارسی، عربی، ترکی) کے الفاظ تو ہو بہو لیے جاسکتے ہیں تاہم انگریزی کے انھی الفاظ کو لیا جائے جو اردو بہت زیادہ مروج ہیں جیسے سکول، گیس، مشین، انجن، کونین، وغیرہ وغیرہ۔

2) : حتی الوسع کوشش کی جائے کہ ان زبانوں کے الفاظ ہی لیے جائیں جو ہماری زبان میں قدرتی عنصر کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں مثلاً ہندی، عربی اور فارسی۔ ضرورت کے وقت ان زبانوں کے ایسے الفاظ بھی لیے جاسکتے ہیں جو ہماری زبان (اردو) میں ابھی مروج نہیں ہوئے تاہم ایسی زبانوں (ترکی اور انگریزی) کے غیر مستعمل الفاظ مت لیے جائیں کیوں کہ یہ ابھی تک ہماری زبان میں بطور قدرتی عنصر کے شامل نہیں ہوئیں۔

3) : کوئی بھی اصطلاحی لفظ اپنے مکمل اصطلاحی معنوں اور مفاہیم کو ادا کرنے سے قاصر ہے البتہ اس میں اصطلاحی معنوں کی ایک جھلک ضرور پائی جاتی ہے جو اس کے مطلب کو ادا کر سکتی ہے۔ اسی پر ہی اکتفا کرنا بہتر ہو گا۔

4) : جیسا کہ ہم نے اصول نمبر:02 میں عرض کی ہے کہ صرف انھی زبانوں کے مروج و مستعمل الفاظ کو لیا جائے جو قدرتی عنصر کے طور پر ہماری اردو زبان میں شامل ہو چکے ہیں۔ پس ضروری ہے ہم ان الفاظ کو لیکر نئے معنی اخذ کریں مگر اصل معانی اور نئے معانی میں تشبیہ، مجاز، کنایہ یا کوئی تیسرا انسبتی تعلق ضرور ہو۔

5) : قدیم عربی مفرد اصطلاحوں کو قائم رکھنا چاہیے کہ یہ ہمارے اسلاف کی یادگار ہے۔ اگر ہم ان مفرد اصطلاحوں کو اپنے ایک خاص طریقۂ ترکیب کے تحت مرکب میں بدلنے کی کوشش کرتے ہیں تب بھی یادگار قائم رہے گی گو ان کی ترکیبی شکل باقی رہے نہ رہے۔

6) : علمائے بلاغت یہ بات پر کماحقہ متفق ہیں کہ اگر کسی علم میں اصطلاحیں پہلے عربی سے لی جاچکی ہیں تو اس علم میں آئیندہ بھی اصطلاحیں عربی سے ہی لی جائیں تا کی یکسانیت قائم رہے۔

7) : انگریزی زبان کے الفاظ کو اپنی اصطلاح میں گھڑتے وقت ہمیں ان کو مہندیا امور دبنالینا چاہیے کیوں کہ عربوں نے بھی یونانی اور دیگر زبانوں کے الفاظ کو معمولی تصرفات کے ساتھ اپنالیا ہے۔

8) : سائنس کی ان اشیاء کے علاوہ جن کا ذکر ہم ساتویں اصول میں کر چکے ہیں باقی تمام اشیاء جن کے ناموں کا اشتقاق معلوم ہو ان کے لیے اپنی زبان میں مفرد الفاظ وضع کر لینے چاہیں۔ اس میں کیمیا کے عناصر، ادویات، حیاتیاتی، نباتیاتی، طبیعاتی، جمادی سب اشیاء شامل ہیں۔

9) : انگریزی زبان کو اپناتے وقت بسا اوقات ایسے مفرد اصطلاحیں در آتی ہیں جو انگریزی زبان نے دیگر روم و یونان کی زبان کو اپنا کر لی ہیں اکثر یہ دیومالاؤں سے اخذ شدہ ہیں۔ ہمیں ان کو اپنی زبان میں نئے الفاظ کے ساتھ گھڑ لینا چاہیے۔

10) : اگر انگریزی کی کوئی اصطلاح جس مقصد کے لیے وضع کی گئی ہے اگر وہ مقصد یا شے کی خاصیت اس کے برعکس ہو تو ہمیں اس خاصیت یا لفظ کو اپنی زبان میں درست نہیں کرنا چاہیے بلکہ انگریزی زبان میں صحیح خواص معلوم کر کے ہی اصطلاح وضع کرنی چاہیے۔

11) : اگر کسی علم کی کوئی انگریزی ایسی اصطلاح وضع کر لی جائے جس کا اسی زبان میں پہلے سے کوئی اور مطلب اخذ ہو چکا ہے تو اس کو وضع کرنے میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ عربی و انگریزی زبان میں بہت سی ایسی اصطلاحیں موجود ہیں جو مختلف علوم میں مختلف مطالب ادا کرتی ہیں۔ اسی طرح کئی مختلف اصطلاحیں ایسی بھی ہو سکتی ہیں جن کے معنی ایک ہوں۔ پہلی قسم کی اصطلاحوں کو مشترک اور دوسری قسم کی اصطلاحوں کو مرادی اصطلاحیں کہیں گے۔

12) : انگریزی میں اگر کوئی اصطلاح ایسی آجائے جو مشترک ہو اور مختلف علوم میں اس کے معنی الگ الگ لیے گئے ہوں تو ہمیں اس اصطلاح کے مقابلے میں ہرگز کوشش نہیں کرنی چاہیے کہ اردو کا کوئی ایسا لفظ تجویز کیا جائے جو اس کی طرح ہو تو ایک ہی مگر مختلف علوم میں اجدا اجدا معانی کے لیے مستعمل ہو کیوں ایسا کرنے سے شاذ ہی کوئی لفظ مل پائے سو ہمیں الگ الگ مطالب کے لیے الگ الگ اردو لفظ وضع کر لینا چاہیے۔

13) : کوشش کریں کہ انگریزی زبان کی مفرد اصطلاح کے مقابلے میں اردو مفرد اصطلاح وضع ہو اگر مفرد نہ بن پڑے تو مرکب اصطلاح وضع کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

14) : کچھ احباب عربی سے اس قدر محبت کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک ہندی اور فارسی زبانوں سے اصطلاحیں بالکل وضع نہ کیا جائیں۔ سو یہ رائے بالکل غلط ہے۔ عربی، فارسی اور ہندی میں اصطلاحیں وجع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

15) : اگر کسی مطلب کے لیے ہم نے بیک وقت انگریزی اور اردو دونوں طرح کی اصطلاح وضع کی مگر یہ دونوں ہی ادائے مطلب کے لیے موزوں ثابت نہ ہوں تو ایسی صورت میں انگریزی اصطلاح کو ترک کر کے اردو اصطلاح کو ترجیح دینی چاہیے کہ اس میں تلفظ کی ادائیگی آسان ہو گی بہ نسبت انگریزی کے۔

16) : مفرد انگریزی اصطلاح کا لفظی ترجمہ ہی ادائے مطلب کے لیے کافی سمجھا جانا چاہیے۔

مرکب اصطلاحوں کو وضع کرنے کے اصول درج ذیل ہیں:۔

1) : اگر مرکب کے دونوں اجزاء فارسی ہوں یا ہندی ہوں یا ایک جزو فارسی ہو اور دوسرا جزو ہندی اور ان کے درمیان حرفِ علت یا حروفِ علت ہوں تو مختصر کرنے کے لیے پہلے جزو میں سے یا دونوں اجزاء میں حرفِ علت کو گرا دینا چاہیے۔

2) : اگر مرکب کے جزوِ اول کا آخری حرف اور جزوِ آخر کا پہلا حرف ایک ہو تو ان میں سے ایک حرف بھلے جزوِ اول کا آخری یا جزوِ آخر کا پہلا گرا دینا چاہیے۔ جیسے بھرم مار کو بھرمار بنالینا چاہیے۔

3):اگر مرکب میں جزوِ اول کا آخری حرف یا جزوِ آخر کا پہلا حرف قریب لمخرج (ک، گ، س، ش) ہو تو ان میں سے ایک کو خارج کر دینا چاہیے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

4) : مرکب کے اجزاء کے درمیان والے حروف یا جزوِاول کے آخری حرف کو گرایا جائے گا اگر ہائے مختفی کسی جزو کے آخر میں آئے یا فارسی کے آخر والے دو حروف ساکن ہوں یا فارسی کے آخری حرف صحیح سے پہلے حرفِ علت ہو تو ایسی صورت میں آخری حرف کو گرا دیں گے مردار کو مرد۔ پانچ کو پچ، زخم کو زخ وغیرہ۔

5) : جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ مرکبات عربی، فارسی اور ہندی کے امتزاج سے بنائے جاتے ہیں۔ اگر پہلے لفظ کے آخری حرف سے پہلے حرفِ علت آجائے تو ایسی صورت میں عرفِ علت سمیت اس حرف کو بھی گرا دیں گے۔ اسی طرح اصولِ نیوایت کی روسے اگر مرکب کے آخری حرف سے پہلے نون غنہ آئے تو نون غنہ سے پہلے والے حروف کو گرا دیا جائے گا۔

7۔ جن الفاظ کے شروع میں الف ممدوہ یعنی "آ" ہو وہ لاحقے اور نیم لاحقے بنانے کے لیے زیادہ موزوں ہوں گے جیسا کہ گرم آلہ سے گرمالا۔

8) : عربی زبان کے مرکبات بناتے وقت اگر کوئی مرکب "مرکبِ اضافی" ہو تو نسبتی تعلق کے اس کے آخر میں یائے نسبتی لگائی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر پورے مرکبِ اضافی سے صفتِ نسبتی بنانی مقصود ہو تو مرکبِ اضافی کو مختصر کر لیا جائے۔ قواعد کی روسے اس اصول کو اصولِ نحت کہتے ہیں، جیسا کہ حیوی کیمیا (حیاتیات + کیمیا) اسی طرح مقنابرقیات (مقناطیس + برقیات)۔

9) : جب مرکبات کے اجزاء رواں اور سالم ہوں تو ان میں کسی بھی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے۔

10) : سبقلائی الفاظ و اصطلاحات بنانے کے لیے مفرد اصولوں کو اپنایا جا سکتا ہے۔

11) : انگریزی زبان میں ایک ہی لفظ سے مرکب اور مفرد الفاظ بنائے جا سکتے ہیں۔ جب کہ اردو کا مزاج اس سے مختلف ہے ضروری نہیں ہے کہ انگریزی کی طرح اس کے بھی ایک ہی لفظ سے تمام مرکب اور مفرد الفاظ بنائے جا سکیں۔

ترقی اردو بیورو نئی دھلی نے بھی اصطلاحات سازی کے کچھ عمومی رہنما اصول بیان کیے ہیں۔

اس سلسلے میں فرہنگِ اصطلاحاتِ فلسفہ نفسیات اور تعلیم (انگریزی۔ اردو" کے ص:04 پر بیان کیا گیا ہے کہ:

"1) : ایسی اصلاحوں کو ترجیح دینی چاہیے جو مروج یا مقبول ہو چکی ہوں چاہے ان میں کوئی لسانی یا معنوی سقم ہی کیوں نہ ہو۔

2) : اگر کوئی اصطلاح ایک سے زائد معنوں میں مستعمل ہے تو ایسی صورت میں اس کے مختلف مفاہیم کو علیحدہ علیحدہ الفاظ / اصطلاح سے واضح کیا جانا چاہیے۔

3) : اصطلاحوں اور عام الفاظ میں فرق کیا جانا چاہیے۔ عام الفاظ کو فرہنگ میں شامل نہیں کیا جانا چاہیے۔

4) : کون سا لفظ اصطلاح ہے اور کون سا محض ایک عام لفظ، اس کا فیصلہ مضمون کے ماہرین کی رائے اور حسبِ ضرورت معیاری انگریزی اردو لغات کی مدد سے کیا جانا چاہیے۔ اگر ایسی لغت یا لغات میں کسی لفظ کے کوئی خاص معنی یہ کہہ کر دیے گئے ہیں کہ یہ معنی کسی فن یا علم سے مخصوص ہیں تو تو اس فن یا علم کے مقاصد کے لیے اس لفظ کو اصطلاح تصور کر لی جائے۔

5) : جہاں تک ممکن ہو سکے، ایک اصطلاح کا ہی اردو متبادل دیا جائے بشر طیکہ وہ اصول نمبر:02 کی ذیل میں نہ آتا ہو۔

6) : جہاں تک ممکن ہو سکے اصطلاح یک لفظی ہی ہونی چاہیے۔ ناگزیر صورتوں میں یہ دو لفظی بھی ہو سکتی ہے۔ ایسی اصطلاح کم سے کم وضع کیا جائے جو دو سے زاید الفاظ پر مشتمل ہو۔

7) : ہندی اصطلاح کے اختیار کرنے کو (اگر ایسی اصطلاحیں اردو میں با آسانی تلفظ اور تحریر کی جا سکتی ہوں) عربی اصطلاحوں کے اختیار کرنے پر مراجع سمجھا جائے۔

8) : اگر کسی اصطلاح کو ایک سے زائد الفاظ کے ذریعے ادا کرنے کی ضرورت پیش آئے تو حسبِ ذیل ترکیبات کو نیچے دی ہوئی ترتیب کے اعتبار سے ترجیح دی جائے گی۔

(الف) : وہ ترکیبات جن میں یائے نسبتی ہو۔

(ب) : وہ ترکیبات جن میں اضافت یا حروفِ ربط و جار کی قسم کے الفاظ و علامات نہ ہوں۔

(ج) : وہ ترکیبات جن میں اضافت ہو (بشر طیکہ ان میں ایک سے زائد اضافتیں ہوں) تو ان میں کم سے کم ایک کو، کا، کی، کے سے بدل دیا جائے گا۔

(د) : وہ ترکیبات جن میں کا، کی، کے وغیرہ استعمال کیے گئے ہوں۔

(9) : اگر کوئی اصطلاح ایک سے زائد علم یا فن میں مشترک ہے اور ان سب علوم و فنون میں ایک ہی مفہوم میں استعمال کی جاتی ہے تو اس کا اردو متبادل بھی ہر جگہ ایک ہی رکھا جائے گا۔

(10) : الفاظ کو وضع کرنے کے اصولوں میں اتنی کشادہ دلی ہونی چاہیے کہ ہندی، عربی، فارسی، یا عرب فارسی، فارس عربی اور پراکرت ترکیبات بھی قابل قبول ٹھہریں۔

(11) : اگر کوئی انگریزی اصطلاح مروج ہو اور عام فہم ہو تو اسے برقرار رکھا جائے۔ ایسی عام فہم اصطلاحوں کے لیے اردو متبادلات بنانے یا تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔

(12) : اعلام کو ایسا ہی لکھا جائے جیسے کہ وہ اردو میں مقبول ہو چکے ہیں۔ البتہ ایسے اعلام جو ابھی مقبول نہیں ہوئے ہیں ان کو حروفِ تہجی کے حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے ممکن صحت کے ساتھ لکھنا چاہیے۔

(13) : اگر کوئی علم کسی اصطلاح کا حصہ بن چکا ہے تو اس علم کا اصول نمبر 12 کی روشنی میں اردو میں ترجمہ کیا جانا چاہیے" (8)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.6 No.2 2022

حوالہ جات

1۔ The Oxford Dictionary, Volume: X1, 1973, "Term"

2۔ dictionary@rekhta.org

3۔ سید احمد، مولوی، "فرہنگ آصفیہ "حصہ اول، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز،1999ء، ص:177

4۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر (مرتب)، "فرہنگ اصطلاحاتِ جامعہ عثمانیہ "اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 1991ء، ص:الف

5۔ شوکت سبزواری، ڈاکٹر، "علمی اصطلاحات کے اردو ترجمے (لسانی اصطلاحات کی روشنی میں)" ماہِ نو، کراچی، شمارہ خاص، مارچ1963ء، ص:44، مشمولہ، اردو لسانیات، کراچی (1966)، ص:179

6۔ حسین مفتی، الشیخ، "تہذیب الفروق" بیروت، سن اشاعت ندارد، جلد:01، ص:187، (حاشیہ بر صفحہ)

7۔ "وضع اصلاحات" وحید الدین سلیم، مولوی، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، 2017ء، طبع ہفتم، ص:79

8۔ ترقی اردو بیورو نئی دھلی "فرہنگِ اصطلاحاتِ فلسفہ، نفسیات اور تعلیم"، دھلی، سپر پرنٹرز، 1910ء، ص:04